مغربی ممالک میں مسلمان:

اسلامی دنیا کے حکمرانوں کی بدعنوانی اور بے رحم سرمایہ داری کے ہتھوڑے کے درمیان

خبر:

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے میڈیا آفس نے جمعہ کے روز اعلان کیا کہ امریکہ نے 538 "غیر دستاویزی تارکین وطن" کو حراست میں لیا ہے، اور کہا کہ امریکہ "سینکڑوں غیر دستاویزی تارکین وطن" کو ملک بدر کرنے کی تیاری کر رہا ہے۔ ٹرمپ نے اپنی انتخابی مہم کے دوران غیر دستاویزی امیگریشن کے خلاف سخت مہم چلانے کا وعدہ کیا تھا، اور امریکہ میں امیگریشن کے عمل میں اصلاحات کے مقصد سے متعدد ایگزیکٹو آرڈرز کے ساتھ اپنی دوسری مدت کا آغاز کیا۔ اس تناظر میں، اس نے جنوبی سرحد پر "قومی ایمرجنسی" کا اعلان کرنے کے احکامات پر دستخط کیے اور خطے میں مزید افواج تعینات کرنے کا اعلان کیا، اور "مجرم غیر ملکیوں" کو ملک بدر کرنے کا عہد کیا۔

تبصرہ:

اگر امریکی اور یورپی حکومتیں پناہ گزینوں کا شکار کرنے پر جو رقم خرچ کرتی ہیں، وہ درحقیقت ان کی مدد پر خرچ کریں، تو وہ انہیں امریکہ اور دیگر یورپی ممالک میں ہجرت کی مشکلات سے بچا سکتی ہیں۔ اگر ٹرمپ، جو امریکہ اور میکسیکو کے درمیان لوہے کی دیوار کے حامی ہیں، جس کی لاگت تقریباً 6 بلین ڈالر ہے، اس کے بجائے وہ رقم میکسیکو کے بھوکے لوگوں کو دے دیتے، تو ان کی تکالیف کم ہوتیں اور وہ نیواڈا کے صحرا میں آوارہ گردی کرنے اور مرنے سے بچ جاتے۔

اگر امریکی ملٹی نیشنل کمپنیاں تیسری دنیا کے ممالک بشمول مسلم دنیا سے دستبردار ہو جائیں تو مسلمانوں کی بے پناہ دولت ان کی آبادیوں کے لیے کافی ہو جائے گی اور انہیں امریکہ ہجرت کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی، اور ان کمپنیوں نے ان کے علاقوں سے جو کچھ لوٹا ہے اس کے کچھ حصے کے لیے، بھیک مانگنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ اگر بن سلمان نے وہ 600 بلین ڈالر، جو اس نے ٹرمپ کو مقدس سرزمین کے پہلے دورے کے دوران دینے کا وعدہ کیا ہے، اور 500 بلین ڈالر جو اس نے ٹرمپ کو اپنی پہلی مدت کے دوران تحفے میں دیے تھے، مسلم دنیا کے لوگوں پر خرچ کیے ہوتے، تو مسلمانوں کو مسلم ممالک کے دارالحکومتوں میں، امریکہ کا ویزہ حاصل کرنے کی امید میں، امریکی سفارت خانوں کے دروازوں پر لمبی قطاروں میں کھڑے ہونے کی ذلت سے بچایا جا سکتا تھا۔ تاہم، دوسروں کے خون کے پیاسے لوگوں سے اس راستے پر چلنے کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے؟

برین ڈرین کا مسئلہ اور اسلامی دنیا سے ہنر مند پیشہ ور افراد کی ہجرت ایک دیرینہ مسئلہ ہے جو مسلم امت کو اس کے سب سے تخلیقی ذہنوں سے محروم کر رہا ہے۔ اس کی بجائے، مغربی ممالک، خاص طور پر لالچی سرمایہ دار ان کی صلاحیتوں کا استحصال کرتے ہیں، اور ان کی توانائی کو، اپنے فائدے کے، سامان اور خدمات تیار کرنے میں لگاتے ہیں۔ نتیجتاً، مسلم دنیا ان ایجادات سے محروم رہ جاتی ہے، یا انہیں بھاری قیمتوں پر درآمد کرنے پر مجبور ہوتی ہے، جس سے اس کی معاشی بنیاد کمزور پڑ جاتی ہے۔

یہ کسی بھی صاحب بصیرت شخص پر واضح ہے کہ اس ہجرت کی جڑ مسلم دنیا کی سیاسی بدعنوانی میں ہے، جس نے لامحالہ معاشی زوال کو جنم دیا ہے۔ مسلمان مغربی ممالک میں مختلف سائنسی اور فکری شعبوں میں اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے مواقع کی تلاش میں ہجرت کرتے ہیں۔ اس برین ڈرین کی بنیادی وجہ مسلم دنیا پر حکمرانی کرنے والے سیکولر نظام حکومت ہیں، جو اپنے مغربی آقاؤں اور اپنی ذاتی دولت کے فائدے کے لیے اپنے ممالک کے وسائل لوٹنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ حکومتیں اپنے وسائل سے مالا مال ریاستوں میں دولت پیدا کرنے یا ترقی دینے میں بہت کم دلچسپی رکھتی ہیں۔ اور اگر وہ یہ راستہ اختیار کرتے، تو مسلم دنیا مختلف صنعتوں کی قیادت کر سکتی تھی۔ اس کی بجائے، یہ حکومتیں محض چوکیدار کے طور پر کام کرتی ہیں، اور ملٹی نیشنل کارپوریشنوں کے فائدے کے لیے امت کی دولت کو محفوظ رکھتی ہیں اور اسے ذخیرہ کرتی ہیں۔ جبکہ دیگر مغربی کمپنیوں کے لیے بروکرز کے طور پر کام کرتی ہیں، جن کی خالی منڈیاں مسلم دنیا کی دولت کو لالچی نظروں سے دیکھتی ہیں۔

مغربی ممالک میں مسلم پیشہ ور افراد اور دانشوروں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مثال کے طور پر، ترقی پذیر ممالک سے مغرب کی جانب ہونے والی برین ڈرین میں ایک تہائی حصہ عرب ممالک کا ہے، جن میں 50 فیصد عرب ڈاکٹر، 23 فیصد عرب انجینئر اور 15 فیصد عرب سائنس دان یورپ، امریکہ اور کینیڈا ہجرت کرتے ہیں۔ ایک سال میں، 300,000 سے زیادہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ہنر مند افراد نے بیرون ملک کام کرنے کے لیے پاکستان چھوڑ دیا، جن میں سے زیادہ تر مغربی ممالک میں گئے۔ 2023 میں، برطانیہ کے دفتر برائے قومی شماریات (ONS) برائے نقل مکانی اور لیبر مارکیٹ کے سامنے آیا کہ انگلینڈ اور ویلز میں تقریباً نصف ماہر ڈاکٹر، یعنی 47.5 فیصد، برطانیہ سے باہر پیدا ہوئے تھے۔ ان میں سب سے بڑا گروپ مشرق وسطیٰ اور ایشیا میں پیدا ہونے والوں کا تھا، جو 26.3 فیصد ہے، اس کے بعد افریقہ میں پیدا ہونے والے 8.5 فیصد ہیں۔ 75% عرب مہاجرین امریکہ، کینیڈا اور برطانیہ کا رخ کرتے ہیں۔ 1991 اور 1998 کے درمیان، عراق پر عائد پابندیوں کی وجہ سے 7,350 عراقی سائنسدانوں نے مغرب کی طرف ہجرت کی، اور عراق پر امریکی قبضے کے پہلے تین سالوں (2003-2006) کے دوران 89 عراقی یونیورسٹی کے پروفیسروں کو قتل کر دیا گیا۔ عرب لیبر آرگنائزیشن کے مطابق، 450,000 عرب اعلیٰ ڈگری ہولڈرز نے گزشتہ دہائی میں امریکہ اور یورپ کی طرف ہجرت کی ہے، اور بیرون ملک تعلیم حاصل کرنے والے آدھے سے زیادہ عرب طالب علم گریجویشن کے بعد کبھی اپنے وطن واپس نہیں جاتے۔ اس بڑے پیمانے پر ٹیلنٹ کی آمد کے باوجود جس سے امریکہ کی قیادت میں مغرب سیراب ہو رہا ہے، ٹرمپ یہ جرت کر رہا ہے کہ پناہ گزینوں کو تھوڑا بہت دینے پر فخر کرے۔ یہ اس مقولے کی سچائی کی تصدیق کرتا ہے، رضینا بالھم والھم لم یرضی بنا "ہم نے مصیبت قبول کی، لیکن مصیبت نے ہمیں قبول نہیں کیا۔"

یہ یقینی ہے کہ ہر تارکین وطن اپنے وطن واپس آنے اور آباد ہونے کا خواب دیکھتا ہے، لیکن ان حالات کی صورت میں جو زندگی کے مختلف پہلوؤں میں ان کی بنیادی انسانی ضروریات اور امنگوں کا احترام کریں۔ بدقسمتی سے، یہ حالات مسلم دنیا میں بہت حد تک موجود نہیں ہیں، جسے مغربی سامان کے لیے کھلی منڈیوں، مغربی معیشتوں کو بچانے کے لیے ایک خزانے اور مغربی کارپوریشنوں کے درمیان کنٹرول حاصل کرنے کے لیے میدان جنگ بنا دیا گیا ہے۔ مغربی ممالک میں ہجرت کرنے والے مسلمان بظاہر مادی فوائد کے خواہاں نظر آتے ہیں، لیکن وہ اپنی امت سے، اور مسلمانوں کے طور پر اپنی ذمہ داریوں سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ وہ اپنی زندگیوں میں بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں، معاشرے کے حاشیے پر رہنے سے انکار کرتے ہیں، اور اپنے کیریئر اور سماجی سرگرمیوں میں کامیاب ہوتے ہیں، اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے اکثر مغربی لوگ تسلیم کرتے ہیں۔ اس کامیابی نے بہت سے مغرب میں رہنے والوں کو اسلام قبول کرنے پر بھی مجبور کیا ہے، جو دین میں موجود تبدیلی لانے کی طاقت سے متاثر ہوئے ہیں۔ جبکہ حسد سے بھرے ہوئے دیگر لوگ، تکالیف کے باوجود کامیاب ہو جانے والے

مسلمانوں سے حسد کرتے ہیں۔ نتیجتاً، مغربی ممالک میں مسلم برادری سب سے زیادہ تعلیم یافتہ، نظم وضبط اور قانون کی پابندی کرنے والی برادریوں میں سے ایک ہے، جو ایک مثال قائم کرتی ہے جس کی بہت سی دوسری برادریاں تقلید کرنے کی خواہاں ہیں۔

تاہم، اس کامیابی نے سیاسی اور اخلاقی مخالفین کو مشتعل کر دیا ہے جو اسلام کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے مسلم برادریوں کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں۔ وہ اسلام اور مسلمانوں سے متعلق خوف دلانے والی باتوں کو گھڑتے ہیں، اسے "اسلاموفوبیا" کا نام دیتے ہیں، اور مسلمانوں کو اخلاقی طور پر زوال پذیر مغربی معاشرے میں ضم کرنے کے لیے پروگرام نافذ کرتے ہیں۔ اس کے باوجود، مغربی ممالک میں مسلم برادری امت کے وسیع تر درد کو محسوس کرتی ہے، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی عکاسی کرتی ہے، **«تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى منه عُضْو تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى» "تم مومنوں کو ایک دوسرے پر رحم کرنے، ایک دوسرے سے محبت کرنے اور ہمدرد ہونے میں ایک جسم کی طرح دیکھو گے؛ اگر اس کا ایک حصہ کو شکایت ہو تو باقی جسم بے خوابی اور بخار کے ساتھ رد عمل ظاہر کرتا ہے۔"** ان برادریوں میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو امت کے خدشات اور اسلام کا پیغام مسلمانوں اور غیر مسلموں تک یکساں طور پر پہنچاتے ہیں۔ اس کی وجہ سے بہت سے مغربی ممالک میں اسلام، عیسائیت کا مقابلہ کر رہا ہے، اور لاتعداد لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں اور گرجا گھروں کو مساجد میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔

یہ مسلم برادری، بشمول اسلام کا پیغام پہنچانے والے، کبھی بھی اپنے دین یا اپنی امت کو ترک نہیں کریں گے، جیسا کہ مسلم سرزمین کے حکمرانوں نے کیا ہے۔ وہ اس دن کا انتظار کر رہے ہیں جب خلافت دوبارہ قائم ہو جائے گی، جو اسلام اور اس کے لوگوں کا احترام کرے گی۔ جب وہ دن آئے گا، تو اگر سب نہیں، تو ان میں سے زیادہ تر، خلافت کی طرف جانے والے پہلے ہوائی جہاز یا بحری جہاز پر واپس آ جائیں گے، صرف اس لیے تاکہ وہ اسلام کی عظمت کو اپنی سرزمینوں پر واپس لانے کے لیے اس کے سفیروں کے طور پر مغرب میں واپس آئیں۔

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کے لیے تحریر کردہ

بلال المہاجر - ولایہ پاکستان